

## امامت کے وجوب پر ادلہ

<?xml encoding="UTF-8">

1. قانون لطف ایک عقلی دلیل و برہان کہ جس کی بنا پر اکثر متکلمین نے وجوب امامت پر استدلال کیا قاعدہ لطف ہے شیخ طوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: لطف وہ عنایت ہے کہ انسان کو جو کام ضروری کرنا چاہیے اسکے انجام دینے پر برانگیختہ کرتا ہے اور اسے اس کام میں مدد فراہم کرتا ہے اگر اس کی طرف سے انگیزہ اور مدد نہ ہو تو انسان وہ کام انجام نہیں دے سکتا ، اسی طرح ہو کام جو انسان کو نہیں کرنا چاہیے لطف اسے اس کام سے دور کرتا ہے لطف کے تین مراحل ہیں:

1: توفیق: کام کو انجام دینے کے لئے ضروری وسائل اور اسباب فراہم کرنا۔

2: ارشاد و راہنمائی (راستہ دکھلانا)

3: عمل میں رہبری (مقصود تک پہنچانا) 1

علامہ حلی (رح) اس حوالے سے فرماتے ہیں:

امامت دین و دنیا کے امور میں ایک کلی الہی رہبری و حاکمیت ہے بعنوان ناب پیغمبر بعض افراد کے لیے یہ واجب عقلی ہے کیونکہ امامت لطف ہے ، ہمیں یقین ہے کہ اگر لوگوں کے لیے ایسا کوئی شخص ہو جو انکی رہبری کا ذمہ داری اپنے کاندھوں پر لے اور انکی راہنمائی کرے دوسرے لوگ اس کی اطاعت کریں اور وہ مظلوم کے حق کو ظالم سے لے اور ظالم کو ظلم سے منع کرے تو لوگ صلاح و خیر کے نزدیک اور فساد سے دور ہوجا یں گے 2

### لطف کی تعریف

یہ اللہ تعالیٰ کی صفات فعلی میں سے ہے ایسا الہی فعل ہے کہ جن کی بنا پر لوگ اطاعت کے قریب اور معصیت سے دور ہوجاتے ہیں۔

لطف کی اقسام اس کی دو قسمیں بیان ہوئی ہیں :

### 1. لطف محصل

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے اسباب فراہم ہونا کہ جن پر انسان کی خلقت کا ہدف موقوف ہے اگر اللہ تعالیٰ یہ اسباب و احکام فراہم نہ کرے تو انسانی خلقت لغو ہوجا یں مثلاً احکام شرعیہ بھیجنا ، دین کی تبلیغ اور حفاظت کے لیے انبیا کا بھیجنا

### 2. لطف مقرب

وہ امور الہی کہ جن کے ذریعے احکام تکلیفہ کا ہدف پورا ہو کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ یہ لطف نہ کرے تو بہت سے بندگان اطاعت و امتثال کے لیے تیار نہیں ہوتے مثلاً نیک لوگوں کو جنت کا وعدہ ، برے لوگوں کو جہنم کے عذاب سے ڈراوا اور امتحان لینے کے لیے لوگوں کو نعمات اور مصائب دینا۔ ۔ اس قسم کا لطف انسان کو الہی احکام

بجا لانے کے نزدیک کرتا ہے اور سرکشی سے دور کرتا ہے

## نتیجہ

اگر لطف محصل نہ ہو تو تکالیف شرعیہ کے لیے انبیا کی بعثت ہی نہ ہوگی اگر لطف مقرب نہ ہو تو اگرچہ انبیاء و آ  
مہ کی صورت میں راہنما ہونگے احکام شرعیہ ہونگے لیکن عموماً لوگ امتثال و اطاعت نہیں بجا لائیں گے

## قانون لطف کی امامت پر دلالت

اکثر علماء علم کلام امامت کے مسئلہ کو لطف مقرب کے مصادیق میں سے شمار کرتے ہیں اس طرح کہ اللہ  
تعالیٰ نے بندوں پر کچھ تکالیف واجب کیں تاکہ وہ ان تکالیف کی پیروی و اطاعت میں کمال و سعادت تک پہنچ  
جائیں، یہ غرض الہی بغیر امام معصوم کو  
منصوب کرنے اور لوگوں کو جنت کا وعدہ اور جہنم کے ڈراوے کے پوری نہیں ہوسکتی پس خدا ے حکیم یقیناً ان  
امور کو انجام دے گا تاکہ تکالیف شرعیہ کے حوالے سے نقض غرض لازم نہ آئے اکثر بزرگ علماء اہل کلام یہاں ایک  
مثال دیتے ہیں کہ جب بھی کوئی غذا تیار کرے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ لوگوں کو دعوت دے اور وہ انہیں  
پیغام دعوت بھیجے اب وہ جانتا ہے کہ لوگوں کے پاس اس کے ایڈریس کے لیے نشانی اور راہنمائی موجود نہیں  
ہے نہ کوئی انکے پاس ایسا راہنما ہے کہ جو اس کی نشانی بتائے اور وہ بھی نشانی بتانے کے لیے کوئی راہنما نہ  
بھیجے تو یقیناً دعوت والا کام عبث اور فضول ہوگا۔

اس عہد امامت لطف مقرب کے مصادیق میں سے ہے اور امام کا مرتبہ پیغمبر کے مرتبہ  
کے قریب ہے لیکن اس فرق کے ساتھ کہ پیغمبر تکالیف شرعی کو لانے اور بیان کرنے کے لیے ہوتے ہیں جبکہ امام  
بعنوان نائب پیغمبر ان تکالیف شرعیہ کے محافظ اور پاسدار ہوتے ہیں 3  
بلاشبہ قوانین الہی کی حفاظت اور امام کے دیگر وظائف سے انسان الہی اوامر کی پیروی کے قریب ہوجاتے ہیں  
اور سرکشی سے دور ہوجاتے ہیں اور جب بھی کسی معاشرہ کا ایسا رہبر ہو جو انکو ظلم سے روکے اور صلح  
وعدالت کے راستہ پر لیجائے تو ایسا معاشرہ صلاح وخیر کے نزدیک اور فساد سے دور ہوگا۔ 4  
اب ایسا رہبر اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور معصوم بھی ہو تو پھر اس کے لطف ہونے میں کوئی شک نہیں رہے  
گا کیونکہ الہی اور معصوم امام یا رہبر کے منصوب ہونے سے نہ کوئی مفسدہ اور نہ کوئی مشکل پیش آتی ہے کہ  
اللہ اس مشکل کی بنا پر امام کو منصوب نہ کرے

## 2. دین کے متخصص و ماہر کی ضرورت

ہمارا عقیدہ ہے کہ پیغمبر اسلام آخری پیغمبر ہیں اور دین اسلام ایک جامع اور کامل دین ہے تو اس وقت یہ  
مشکل سامنے آتی ہے کہ پیغمبر اسلام کو 23 سالہ زمانہ تبلیغ میں اتنی فرصت نہیں ملی کہ امت کی راہنمائی  
کے لیے تمام جزئیات اور تفصیلات بیان کریں اس کے علاوہ لوگ بھی اس زمانہ میں بہت سے معارف کو درک  
کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے اور بعض مسائل اس دور کے لوگوں کے لیے ضروری بھی نہ تھے کہ انہیں یاد  
کریں اور دوسروں تک پہنچائیں  
یہیں سے پیغمبر اسلام کے بعد دین کے ماہر و متخصص کی بعنوان امام ضرورت پیش آتی ہے ایسا ماہر و

متخصص کو جو تبلیغ میں پیغمبر کی مانند کبھی خطا و اشتباہ نہ کرے۔

یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جسے تمام عقلا عالم قبول کرتے ہیں کہ ہر کام میں ماہر و متخصص کی ضرورت ہے اسی طرح ہر مکتب و مذہب کی پیچیدگیوں اور مسال کے حل کے لیے اس مذہب کے ماہر کی طرف رجوع ہو۔ اگر ماہرین و متخصص نہ ہوں یا ہوں لیکن امام نہ ہوں بلکہ مسال میں خطا کرنے والے ہوں تو یہ مذہب لوگوں کے لیے ناکافی ہوگا اور بالآخر یہ مذہب ختم ہو جائے گا یا مسخ ہوگا یگا آیت اللہ سبحانی امامت پر ادلہ کی بحث میں ایک برہان یوں پیش کرتے ہیں:

1. الہی آیات کی شرح و تفسیر اور انکے اسرار و رموز کو کشف کرنا
  2. جدید پیش آنے والے مسال میں احکام شرعیہ بیان کرنا
  3. شبہات کا جواب اور اہل کتاب کے سوالات کا جواب
  4. دین کو تحریف سے محفوظ رکھنا یہ چار اہم وظائف ہیں کہ جو پیغمبر اکرم اپنی پر برکت حیات میں انجام دیتے تھے تو پیغمبر اکرمؐ کے بعد کون ان وظائف کو انجام دے گا؟ تین احتمال موجود ہیں:
- (الف) شارع اس مسئلہ کی طرف توجہ نہ کرے اسے ایسے ہی چھوڑ دے یہ بات ناممکن ہے
- (ب) شارع اس مسئلہ کو امت کے سپرد کر دے کہ وہ خود انجام دیں تو یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ رحلت پیغمبر اکرم (ص) کے بعد امت اسلامی کیسے کیسے حوادث اور مسال میں گرفتار ہوئی جس کے نتیجے میں لوگوں میں تفرقہ پیدا ہوا لہذا یہ احتمال بھی قابل قبول نہیں ہے۔
- (ج) اللہ تعالیٰ یہ ذمہ داری پیغمبر اکرم (ص) کی مانند کسی شخص کے سپرد کرے جو انکی مانند معصوم ہو اور دین کی درست تشریح و تفسیر کرے۔
- پہلے دو احتمال باطل ہیں تیسرا احتمال عقلا عالم کے نزدیک درست ہے اور یہ وہی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ پیغمبر اکرم کے بعد بعنوان امام انکا جانشین منتخب کرے۔

### 3. سیرت مسلمین

اسلامی متکلمین نے اپنی کلامی کتب میں یہ دلیل ذکر کی مثلاً خواجہ نصیر الدین طوسی نے تلخیص المحصل میں، عضد الدین ایجی نے مواقف میں، سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد اور شرح عقائد نسفیہ میں اور شہرستانی نے نہایہ الاقدام میں ذکر کیا ہے کہ: سیرت مسلمین بالخصوص صدر اسلام کے مسلمانوں کی سیرت میں مطالعہ کے بعد یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ یہ سب لوگ وجوب امامت کو ایک مسلم امر شمار کرتے تھے حتیٰ کہ وہ لوگ جو سقیفہ میں بھی حاضر نہ تھے مثلاً حضرت علی (ع) بھی اسلامی معاشرے کی ایک امام کی طرف احتیاج کے منکر نہ تھے۔

### 4. شرعی حدود کا اجراء اور اسلامی نظام کی حفاظت

بلاشبہ شارع مقدس نے مسلمانوں سے چاہا ہے کہ اسلامی حدود کو اجراء کریں اور اسلامی مملکت کی سرحدوں کی دینی دشمنوں سے حفاظت کریں یہ چیز بغیر باصلاحیت اور مدبر رہبر و امام کے ممکن نہیں ہے یہ کہ واجب کا مقدمہ واجب ہوتا ہے اس امام کا منصوب کرنا بھی واجب ہے عالم اہلسنت سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد میں اس دلیل کی طرف اشارہ کیا ہے 5

## 5. بڑے خطرات سے بچنا واجب ہے

ایک اور دلیل کے جسے اسلامی متکلمین مثلاً علماء اہلسنت، فخر رازی، 6 اور سعد الدین تفتازانی 7 نے امامت کے وجوب پر پیش کیا ہے یہ ہے کہ امامت کی شکل میں امت اسلامی کو بہت بڑے اور عظیم سماجی فواید حاصل ہیں کہ اگر ان فواید کو نظر انداز کر دیا جائے تو شخص اور معاشرہ بڑے خطرات اور نقصانات سے دوچار ہو جائیگا کہ ایسے خطرات سے بچنا شرعاً و عقلاً واجب ہے

ان پانچ عقلی ادلہ کے پیش نظر کہا جاسکتا ہے کہ شیعہ و سنی تمام اسلامی متکلمین کے نزدیک امامت کا وجود اور وجوب مورد اتفاق ہے۔

-----

1. تمہید الاصول ص ۷۶
2. شرح باب حادی عشر ص ۸۳
3. انیس الموحدین، محمد مہدی نراقی باب امامت
4. کشف المراد، ص ۳۶۲
5. شرح مقاصد ج ۵ ص ۲۳۶-۲۳۷
6. تلخیص المحصل ص ۴۰۷
7. شرح مقاصد ج ۵ ص ۲۳۷-۲۳۸